

## "شرح الوقایہ کے مصنف عبید اللہ بن مسعود کے علمی احوال و آثار کا ایک تعارفی جائزہ"

### "AN INTRODUCTORY REVIEW OF THE INTELLECTUAL LIFE AND ACADEMIC WORKS OF UBaidULLAH BIN MASOOD, THE AUTHOR OF SHARH AL-WIQAYAH"

#### Meraj Uddin:

PhD Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic Gomal University Dera Ismail Khan  
KP, Pakistan

Email: [merajuddinmuhammad@gmail.com](mailto:merajuddinmuhammad@gmail.com)

#### Dr. Muhammad wajeeh ud Din Nauma:

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic Gomal University Dera Ismail  
Khan KP, Pakistan

Email: [wajeehdn@gmail.com](mailto:wajeehdn@gmail.com)

#### ABSTRACT

*This study presents a comprehensive biographical and scholarly analysis of the renowned author of Sharhul weqaya and one of the most distinguished jurists of the Hanafi school. The research critically examines the conflicting genealogical accounts recorded by classical biographers and bibliographers, identifying numerous inaccuracies found in works such as Jami al-Ramus, Madinat al-ilm. Through a comparative study of primary and secondary sources, the article reconstructs the most authentic lineage of the author, tracing his ancestry to the noble Companion, Ibn al-Samit (RA). The study further investigates the political, social, and intellectual environment of Transoxiana (Mawara AL Nahar) during the Mongol invasions, highlighting their impact on Bukhara and the scholarly activities of the Mahboobi family. Particular attention is given to the scholarly legacy of the author's ancestors, including Taj al-Shariah, Burhan al-Shaah, and Sadr al-Shariah al-Akbar, whose contributions significantly influenced the development of Hanafi jurisprudence.*

*Moreover, the research explores the author's educational background, academic standing, teaching methodology, notable students, and literary contributions. Special emphasis is placed on his major works, including Sharhul weqaya al-Tanqih, al-Tawdih, al-Noqaya and Tadi lul Uloom, which became authoritative references in jurisprudence, legal theory, logic, and theology. The article demonstrates how these works attained widespread acceptance among later scholars and played a pivotal role in shaping the curriculum of traditional Islamic seminaries. The study concludes that Sadr al-Shariah occupies a unique position in the history of Islamic scholarship as a jurist, theologian, logician, and educational reformer whose intellectual legacy continued to influence generations of scholars throughout the Muslim world.*

**Keywords:** Sharh al-Wiqayah, Islamic Jurisprudence, Scholarly Legacy, Intellectual Contributions, Academic Study.

اسلامی شریعت ایک ایسا عالمگیر اور ربانی نظام حیات ہے، جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے خواہ وہ سماجی ہو، معاشرتی ہو، مادی ہو، روحانی ہو۔ العرض یہ ایک ایسا جامع ضابطہ حیات ہے جو مصدر اول قرآن کریم اور مصدر ثانی سنت نبوی ﷺ کے ابدی منابع سے ماخوذ ہے۔ اسی لیے شریعت مطہرہ کے عملی احکام کو مرتب اور مدون کرنے کے لیے فقہ اسلامی کا عظیم علم وجود میں آیا، جس نے پچھیدہ قانونی مسائل کو حل کر کے امت کے لیے صراط مستقیم کو واضح کیا۔ ان احکام کو مرتب کرنے کے لیے فقہاء کرام نے اپنی زندگیاں وقف کیے تھے اور فقہ اسلامی پر ہر مذہب میں گراں قدر کتابیں لکھی گئی، انہیں میں سے ایک کتاب "شرح الوقایہ" جو فقہ مذہب حنفی کی مشہور ہے، تصنیف کی گئی ہے۔ اس شخص میں مصنف کا تعارفی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

صاحب شرح الوقایہ "عبید اللہ بن مسعود" کا تعارف:

زیر نظر کتاب "شرح الوقایہ" کے مصنف کا نام عبید اللہ جبکہ لقب صدر الشریعہ الاصفہی ہے، والد کا نام مسعود اور دادا کا نام محمود جبکہ لقب تاج الشریعہ ہے۔ پورا شجرہ نسب یہ ہے، صدر الشریعہ الاصفہی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ الاکبر احمد بن جمال الدین ابی المکارم عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الممالک بن عمر

بن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محمد بن محبوب بن الولید بن عبادہ بن الصامت الانصاری المحبوی۔<sup>(1)</sup> صاحب شرح الوقایہ کے شجرہ نسب میں بہت سے لوگوں نے غلطی کی ہے جیسا کہ علامہ قہستانی<sup>(2)</sup> نے "جامع الرموز" میں اور علامہ لطف اللہ<sup>(3)</sup> نے حواشی شرح میں دادا کا نام "عمر" بتایا ہے، صاحب "مدینۃ العلوم" نے عبید اللہ کو تاج الشریعہ کا والد قرار دیا ہے اور ان کے درمیان جو صدر الشریعہ الاکبر "احمد" کا واسطہ ہے اس کو درمیان سے حذف کیا ہے۔ علامہ ازنی<sup>(4)</sup> نے اپنی کتاب مدینۃ العلوم میں ذکر کیا ہے کہ "ہدایہ" کی شروحات میں سے "الکفایہ" تاج الشریعہ کا ہے جن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "هو محمود بن عبید اللہ بن محمود المحبوی" (ترجمہ: وہ محمود بن عبید اللہ بن محمود المحبوی ہے) یعنی وہ محمود بن عبید اللہ کا بیٹا ہے اور عبید اللہ کو محمود محبوی کا بیٹا قرار دیا ہے، علامہ ازنی نے عبید اللہ کے والد کا نام محمد مانا ہے حالانکہ ان کا نام ابراہیم ہے۔<sup>(5)</sup> علامہ قہستانی نے "جامع الرموز" میں مسلسل پانچ جگہ غلطی کی ہے وہ شجرہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں "عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ عبید اللہ بن محمود بن محمد المحبوی، نیز صاحب "وقایہ" کے نسب کے بارے میں لکھتے ہیں "محمود بن صدر الشریعہ عبید اللہ بن محمود بن محمد المحبوی ہے۔"<sup>(6)</sup> علامہ قہستانی نے جو غلطیاں کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

- 1- آپ نے تاج الشریعہ کو عمر قرار دیا ہے باوجود کہ علماء ثقہ نے اس کو محمود بتایا ہے۔
- 2- آپ نے تاج الشریعہ کو عبید اللہ کا بیٹا قرار دیا ہے حالانکہ وہ احمد بن عبید اللہ کا بیٹا ہے۔
- 3- آپ نے صدر الشریعہ کو عبید اللہ کا لقب قرار دیا ہے حالانکہ یہ لقب اس کے بیٹے احمد کی ہے جو تاج الشریعہ کا والد ہے۔
- 4- آپ نے عبید اللہ کا والد محمود مانا ہے حالانکہ اس کا والد ابراہیم ہے۔
- 5- آپ نے عبید اللہ کے دادا کو محمد کے نام سے ذکر کیا ہے باوجود کہ اس کا نام احمد بن عبد المالك ہے۔<sup>(7)</sup>

اسی طرح حاجی خلیفہ نے بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف الظنون میں بھی صاحب "وقایہ" کے متعلق نمایاں غلطیاں ذکر کی ہیں حاجی خلیفہ<sup>(8)</sup> "وقایۃ الروایہ" کے مصنف کا شجرہ نسب ذکر کرتے وقت لکھتے ہیں کہ "وقایۃ الروایہ" کے مصنف کا نام امام برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوی الخنقی ہے مزید لکھتے ہیں کہ "وقایہ" کو اس نے اپنے پوتے کے لیے لکھی جو صدر الشریعہ الثانی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ کتاب کی تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی ہے "حمد الممن جعل العلم اجل المواهب" ابتدائی کلمات کی توضیح و اہمیت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مشہور متن ہے جو علماء پڑھنے، پڑھانے اور یاد کرنے کے وقت پڑھتے ہیں، کئی وجوہ سے صاحب کشف الظنون نے بھی شجرہ نسب میں غلطیاں کی ہیں، جو کہ یہ ہیں۔

- 1- آپ نے صدر الشریعہ کا لقب عبید اللہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ اس کے بیٹے احمد بن عبید اللہ کا لقب ہے۔
- 2- آپ نے محمود کا والد برہان الشریعہ عبید اللہ قرار دیا ہے حالانکہ اس کا والد احمد بن عبید اللہ ہے۔
- 3- آپ نے محمود کو صدر الشریعہ الاصر کے لیے ماں کی طرف سے دادا قرار دیا ہے باوجود کہ یہ نام تاج الشریعہ کا ہے جو باپ کی طرف سے اس کا دادا ہے۔<sup>(8)</sup> جہاں تک قہستانی کی بات ہے تو وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "وقایہ" کے مصنف محمود بن عبید اللہ جو تاج الشریعہ عمر بن عبید اللہ کے بھائی ہے اور صاحب "وقایہ" عبید اللہ بن مسعود کے جد فاسد ہے اور تاج الشریعہ اس کا جد صحیح ہے اور "وقایہ" کے مؤلف کا لقب برہان الشریعہ ہے نہ کہ تاج الشریعہ۔<sup>(9)</sup>

1 - لکھنوی، محمد عبد الحئی، الفوائد البہیہ، مکتبہ حقانیہ، پشاور، پاکستان، (س، ط-ن)، ص 185-186

2- حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسمی الکتب والفتون، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، 1989 م، ج 2، ص 1972

3- لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص 42-43

4- ایضاً۔۔۔۔۔ ص 304-305

5- ایضاً۔۔۔۔۔ ص 82

6- القہستانی، شمس الدین محمد، جامع الرموز، مکتبہ، مظہر العجائب، کلکتہ، بھارت، 1274ھ / 1858 م، ص 15

7- لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص 187

8- لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص 187

9- ایضاً۔۔۔۔۔ ص 188

تمام اختلاف کے باوجود جس میں علماء کے اقدام اور اقلام پھسل گئے ہیں، صاحب وقایہ کا اصل شجرہ نسب جو بہت زیادہ اختلاف کا شکار ہے، خاص کر پرداد اور پرداد کے باپ کے نام میں اختلاف نسل در نسل چلا آیا ہے لیکن صحیح اقوال کے مطابق پرداد کا نام احمد ہے اور لقب صدر الشریعہ الاکبر ہے اور پرداد کے باپ کا نام عبید اللہ جبکہ لقب جمال الدین اور کنیت ابو المکارم ہے اور عبید اللہ جمال الدین کے باپ کا نام ابراہیم ہے آخر میں عبید اللہ بن مسعود کا شجرہ نسب حضرت عبادہ بن صامت<sup>(10)</sup> رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

### تاریخ پیدائش و وفات:

محقق کی کوشش بسیار کے باوجود صاحب شرح الوقایہ کا تاریخ پیدائش کسی بھی کتاب میں نہیں ملا، تاہم قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ (600ھ) چھ سو ہجری کے ربیع الآخر میں پیدا ہوئے۔ تاریخ وفات میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ملا علی قاری نے چھ سو اسی کے قریب ذکر کیا ہے صاحب کشف الظنون نے "وشاح" "وقایہ" "نقایہ" اور شرح فصول الحسنین کا تعارف کرتے ہوئے (745ھ) سات سو پینتالیس ہجری بتایا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ (747ھ) سات سو سینتالیس میں وفات پا گئے جن کی تائید حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون نے صاحب وقایہ کی کتاب "تعدیل العلوم" کا تعارف کرتے ہوئے "کتاب الطبقات" میں "علامہ محمد سلیمان کفوی"<sup>(11)</sup> اور خطیب عبد الباقی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔<sup>(12)</sup>

### صدر الشریعہ کا سیاسی دور:-

صاحب شرح الوقایہ ایسے دور میں رہے، جس میں مغول یعنی "مغل"<sup>(12)</sup> کا دور اور "ماوراء النہر"<sup>(13)</sup> فتنہ و فساد اور خونریزی کا آماجگاہ بن چکی تھی یہاں تک کہ "بخارا"<sup>(14)</sup> بھی اس آگ کے لپیٹ میں آ گیا تھا۔ "بخارا"، "چنگیز خان"<sup>(15)</sup> کے ہاتھوں 616ھ میں تباہی سے دوچار ہوا۔ "ابن بطوطہ"<sup>(16)</sup> اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ بخارا، ماوراء النہر اور "جیحون"<sup>(17)</sup> کا صدر مقام تھا جو چنگیز خان تاتاری نے برباد کیا۔ یہاں کے مساجد، مدارس اور بازار نیلام کر دی گئیں صرف چند ایک باقی تھے یہاں کے رہنے والوں کی خوب تذلیل کی گئی۔ حتیٰ کہ "خوارزم"<sup>(18)</sup> وغیرہ کے لوگوں کی شہادتیں بھی قابل قبول نہ تھیں کیونکہ یہ لوگ تعصب، غلط دعوے اور حق سے انکار کرنے والے حامیوں پر مشہور تھے۔ ابن بطوطہ اپنی سفر نامہ میں مزید لکھتے ہیں کہ بخارا جیسی علمی شہر میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو کسی دوسرے کو یا تو علم سکھا دے یا اس کا اہتمام کرے<sup>(19)</sup> پھر اس شہر کی آبادی اور تعمیر چنگیز خان کے تیسرے بیٹے "اوکیدری خان" جو اس کا جانشین رہا کے ہاتھ دوبارہ وجود میں آئی۔ "اوکیدری خان" باپ کے بعد 624ھ میں تخت پر بیٹھا اور 636ھ میں مغل اور "ملاک" گروہ کے خلاف عوام آٹھ کھڑاے ہوئے، لیکن یہ انقلاب جلد ہی ماند پڑ گیا اور 671ھ میں مغل نے فارس اور بخارا کو فتح کیا اور اس میں خونریزی اور قتل و غارت مسلسل سات دن تک جاری رہا۔ اور اس کے بعد دو اور امراء جن میں "جوہ" اور "وقان" جو لچنتائی" قبیلے سے تھے مسلسل اس تباہی کو تین سال تک جاری رکھا۔ اور سات سال تک تباہی کا منظر تھا۔ اور یہاں پر کوئی انسان نہ چل سکا۔ 682ھ میں امیر "قیدو مسعود بک" نے اس کی دوبارہ تعمیر کی اور لوگوں کو واپس لے آیا۔ 716ھ میں مغل و فارس قوموں نے اس پر دوبارہ حملہ کیا اور یہاں کے اکثر لوگوں کو بخارا سے نکال کر صوبہ "جیحون" کو

<sup>10</sup>۔ ایضاً۔۔۔۔۔ ص 185-186

<sup>11</sup>۔ الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم، بیروت، لبنان، 2002م، ج 7، ص 172

<sup>12</sup>۔ نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ، تاریخ اسلام، مکتبہ العلم، کراچی، پاکستان، س 3، ج 3، ص 2330

<sup>13</sup>۔ حموی، شہاب الدین یا قوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995م، ج 5، ص 45

<sup>14</sup>۔ نرشخی، محمد بن جعفر، مقدمہ تاریخ بخارا، انتشارات شہدین، تہران، ایران، 1944م، ص 14

<sup>15</sup>۔ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، ج 3، ص 333-346

<sup>16</sup>۔ ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ، تحفۃ النظائر فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار، ادارہ درس اسلامی، دیوبند، بھارت، 1979، ج 1، ص 237

<sup>17</sup>۔ حموی، ابو عبد اللہ، شہاب الدین، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، لبنان، 1957م، ج 2، ص 196

<sup>18</sup>۔ حموی، معجم البلدان، ج 2، ص 395

<sup>19</sup>۔ ایضاً۔۔۔۔۔ ص 396

نکست یافتہ بھیج دیا۔<sup>(20)</sup> یہ وہ حالات تھے جن پر بخارا اور ان میں رہنے والے کے احوال تبدیل ہوتے رہتے تھے۔ جیسا کہ ابن بطوطہ نے بیان کیا ہے یہی وجہ تھی کہ مجبوی کی خاندان یہاں سے چل کر "کیرخان" میں زندگی بسر کرنے لگی اور یہاں پر فوت ہوئی، صدر الشریعہ الاکبر بھی جو کہ صدر الشریعہ الاصفہر کا دادا تھا یہاں پر زندگی کے آیا م گزارتے تھے۔ اس لئے عبید اللہ بن مسعود کی پرورش کیرخان میں ہوئی۔ بعض نصوص سے یہ بھی ثابت ہے کہ صدر الشریعہ کا اصل مکان ہرات میں تھا۔ لیکن بخارا کے ساتھ زیادہ ارتباط کی وجہ سے وہاں چلے گئے۔ جبکہ یہ والدین اور اجداد کا وطن تھا۔ اور آپ کی وفات وہاں پر ہو گئی۔ ابن بطوطہ کے مطابق ہرات خراسان کے بڑے شہروں میں سے ایک تھا۔ یہ آٹھویں صدی کی بات ہے کہ خراسان کے چار بڑے شہر تھے ان میں سے دو "ہرات" اور "نیشاپور" آباد تھے اور دو "بلخ" اور "مر" ویران تھے ہرات زیادہ آبادی اور زیادہ تعمیرات والی شہر تھی یہاں کے لوگ نیک اور صالح تھے اور یہ شہر ہر قسم کی فسادات سے پاک تھی۔ یہاں کے رہنے والے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر تھے۔<sup>(21)</sup>

آج کل ہرات افغانستان کا تیسرا صوبہ ہے جن میں زیادہ خونریزی ہوئی اور مسلمان کو کفر والحاد کی طرف سے ہر قسم کی اذیتیں ملی۔ یہ افغانستان کے مغرب میں واقع ہے اور کابل سے ایک ہزار بیالیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہت زرخیز علاقہ ہے<sup>(22)</sup> جو نہر "ہریرودار بوس" سے سیراب ہوتی ہے، جبکہ آج کل بخارا تین ریاستوں کے درمیان 1924ء میں منقسم ہو گئی ہے جن میں سے "جمہوریہ تاجکستان" اور "ازبکستان" ہیں سوویت یونین کے وقت یہ تینوں اس میں شامل تھی۔ شہر بخارا ازبکستان کا بہت بڑا شہر ہے۔<sup>(23)</sup>

### صدر الشریعہ کا لقب:

عبید اللہ بن مسعود اپنے نام سے زیادہ صدر الشریعہ کے لقب سے مشہور ہوئے، طلباء، کتب فقہ اور اصول فقہ میں اس سے معروف و مشہور تھے<sup>(24)</sup> یہ بات ہر صاحب تحقیق پر عیان ہے کہ صدر الشریعہ کا لقب اس زمانے میں لوگوں کے درمیان مشہور تھا۔ باوجود کہ مترجم کے علاوہ کوئی اور اہل علم اس نام سے نہیں جانا جاتا تھا اور یہ اس کا نام قرار دیا گیا۔<sup>(25)</sup> ابن بطوطہ خوارزم اور بخارا کے درمیان سفر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم شہر "کات" پر پہنچے میرے آنے کی خبر قاضی کات پر ہوئی جس کا نام صدر الشریعہ تھا۔ میں نے قاضی کے گھر پر اسی حالت میں ملاقات کی کہ میرے پاس آتے ہوئے کافی تعداد میں طلبہ ساتھ تھے لیکن دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ یہ کوئی اور تھا عبید اللہ بن مسعود نہیں تھا۔<sup>(26)</sup>

اس جیسے القابات جیسا کہ کتب التراجم میں ذکر ہیں زیادہ تر اہل خراسان اور ماوراء النہر کے لوگ مبالغہ کرتے تھے۔ تاکہ دوسروں پر فوقیت حاصل کرے مثلاً: شمس الانامہ، صدر الاسلام، فخر الاسلام، تاج الشریعہ، برہان الشریعہ وغیرہ وغیرہ، دوسری طرف عراق کے فقہاء اپنی القابات کی نسبت ہنر، گلی، قبیلہ، گاؤں کی طرف کرتا تھا جیسا کہ جصاص، قدوری، کرخی، صری، یہ القابات متاخرین کے ناموں کے ساتھ پائے گئے نہ کہ متقدمین کے ناموں کے ساتھ۔ بعض علماء نے ان القابات سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قرطبی نے "شرح اسماء اللہ الحسنى" میں ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ انسان کے لیے تزکیہ نفس کا ذکر منع ہے اور یہ تصریح بھی کی ہے کہ یہ عادت اکثر مصر دوسری عرب اور عجم ملکوں میں پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی صفوں سے منوع کرتے ہیں جو تزکیہ نفس اور تعریف کی اظہار پر مبنی ہوتی ہیں۔ مثلاً: زکی الدین، علم الدین اور محی الدین وغیرہ وغیرہ<sup>(27)</sup> ابن نحاس نے تنبیہ الغافلین میں منکرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لوگوں کے زبانوں پر جو جھوٹ جاری ہے اس سے دین میں بلوی، بدعت اور منکرات کی نشوونما ہوتی ہے۔ کیونکہ لوگ ان القابات سے ایک دوسرے کو بلا تے، تعریف کرتے اور حکایت کر

<sup>20</sup> - نر شحنی، مقدمہ تاریخ بخارا، ص 11 / ناجی معروف، علماء النظامیات، مکتبہ العانی، بغداد، عراق، ص 115-116

<sup>21</sup> - ابن بطوطہ، تحفة النظائر فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار، ج 1، ص 245

<sup>22</sup> - خلیلی، خلیل اللہ، ہرات تاریخنا و آثارنا، مکتبہ دانش، ہرات، افغانستان، 1930 م، ص 9

<sup>23</sup> - نر شحنی، مقدمہ تاریخ بخارا ص 14

<sup>24</sup> - کفوی، محمود بن سلیمان، کتابت اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان البخاری، مکتبہ الارشاد، استنبول، ترکی، 12017 م، ج 1، ص 287

<sup>25</sup> - ابن بطوطہ، تحفة النظائر فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار، ج 1، ص 236

<sup>26</sup> - الفوائد البہیہ، ص 400-410

<sup>27</sup> - ایضاً۔۔۔۔۔ ص 410





## صدر الشریعہ کے شاگرد اور طریقہ تدریس صدر الشریعہ کے شاگرد:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سے اتنی کثیر تعداد میں شاگردوں نے علم حاصل کی کہ ان کا حساب لگانا مشکل ہے، اگرچہ مصادر تاریخ اس حوالے سے زیادہ دستیاب نہیں لیکن علمی مقام یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے تصانیف، طلباء پر ان کی علمی اثرات، زیادہ علمی اہتمام اور علمی ترقی کے احوال نے آپ کو صدر الشریعہ الاصغر کے نام سے مشہور کیا۔ آپ کی کتاب "فتاویٰ" جو فروع حنفی میں لکھی تھی یہ "الوقایہ" کا اختصار ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے طلباء میں یہ ضعف دیکھی کہ وہ وقایہ کو یاد نہیں کر سکتے پھر میں نے اسی کو مختصر لکھی، جس کی حفظ ہر طالب علم کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ پس جو کوئی ہدایہ کی مسائل پر علمی حضوری حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے "وقایہ" کی حفظ انتہائی ضروری ہے، مزید فرماتے ہیں اگر کسی پاس وقت کی کمی ہو تو اس کو بھی "مختصر" کی حفظ کی طرف رجوع کرنی چاہئے جو ہدایہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے

آپ کے شاگردوں میں سے مشہور شاگرد حافظ ابو طاہر محمد بن علی طاہری جس کو صدر الشریعہ نے تمام مقروءات و مسموعات کی اجازت دی کے بارے میں علامہ کفوی<sup>(45)</sup> لکھتے ہیں۔ کہ شاگرد رشید ابو طاہر صاحب فتویٰ، اسرار کو جاننے والے، اصولی، فقیہ، محدث، مفسر اور دقائق کو آشکارا کرنے والے تھے اور صدر الشریعہ نے آپ کو ذی قعدہ 745ھ کو بخارا میں اجازت دی۔ اسی طرح صاحب فصل خطاب محمد بن محمود حافظی<sup>(46)</sup> مشہور بخوجہ پارسا کو ابو طاہر نے شعبان کے آخر 776ھ کو اجازت دی اس وقت خواجہ پارسا 20 سال کے تھے خواجہ پارسا سے عامل کامل، فاضل کامل مولیٰ الیاس بن یحییٰ ابن حمزہ الرومی نے علم حاصل کی۔ آپ سے طاش کبریٰ زادہ اپنی کتاب الشقائق النعمانیہ صفحہ چونسٹھ میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ الیاس مفتی، قاضی اور مرزیغون میں مدرس تھے اور یہ بات ہے شعبان 821ھ جس وقت وہ بخارا میں تھے۔<sup>(47)</sup>

## طریقہ تدریس

شارح وقایہ نے اپنے وقت کے امام جامع معقول و منقول، محدث جلیل، بے مثل متقید وغیرہ علوم کے تبحر عالم تھے، وہ طریقہ تدریس میں طلباء کو دقائق، لطائف بدیعہ مہم نکات، تحریرات اور اصحاح کو تیار کر کے تشریف لے آتے، جس پر کسی اور عالم کو علم حاصل نہ ہوتا، اگر کوئی آپ کتاب یا درس کے قواعد علم کے خلاف بیان کرتا تو آپ اس پر سخت رد فرماتے یا کسی ایسی مسئلہ کو جو قواعد علم کے خلاف ہو اس لئے آپ اور بعد میں آنے والے علماء کے درمیان قسم قسم کی بحث و مباحثہ ہوتے ہوئے کتابوں میں درج ہیں۔

## حکایت: علام قطب الدین رازی شارح شمسہ

### قطب الدین رازی کا مناظرہ چھوڑ دینا

علامہ قطب الدین رازی شارح شمسہ نے صدر الشریعہ کے ساتھ بحث و مباحثہ کا ارادہ کیا۔ تو سب سے پہلے آپ نے اپنا شاگرد مولانا مبارک شاہ صدر الشریعہ کے پاس بھیجا، تاکہ ان کا علمی احوال معلوم کریں۔ مولانا مبارک شاہ رازی کے شاگردوں میں سے ایسا شاگرد تھا جو اس نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور بچپن ہی سے اس کو علم سکھائی تھی جو اپنی دور میں مشہور تھا۔ جب مبارک شاہ صدر الشریعہ کے درس میں حاضر ہوا تو ان دنوں صدر الشریعہ ہرات میں اور قطب الدین رازی "رے" میں تھے تو مبارک شاہ نے ایسی حالت میں پایا کہ صدر الشریعہ ابن سینا<sup>(48)</sup> کی کتاب "الاشارات" طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ نہ تو مصنف کا پروا کرتا ہے اور نہ ہی شارحین کی، جو امام فخر الدین رازی<sup>(49)</sup> اور طوسی<sup>(50)</sup> تو مولانا مبارک شاہ نے اپنے استاد محترم علامہ کو لکھ دیا کہ یہ تو آگ کا شعلہ ہے اگر آپ نے مناظرہ کا اقدام کیا تو شاید آپ کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے تو علامہ رازی نے آپ کی رائے پر عمل کی اور مناظرہ کا ارادہ ختم کیا۔

<sup>45</sup>۔ کفوی، کتاب اعلام الخیار، ق 308۔ / ب-309 /

<sup>46</sup>۔ لکھنوی، مقدمہ عمدۃ الراعیہ ج 1 ص 19

<sup>47</sup>۔ ایضاً۔۔۔۔۔ ص 19

<sup>48</sup>۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 1، ص 94

<sup>49</sup>۔ ابن خلکان، شمس الدین احمد، وفيات الاعیان و انباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، لبنان، 2012م، ج 4، ص 248

<sup>50</sup>۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 1، ص 95

### صدر الشریعتی کی تالیفات کا عمومی جائزہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں اعلیٰ مقام عطا کیا تھا، ہر قسم کی فنون میں مہارت حاصل تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو کثیر ذہن اور قوی ملکہ دیا تھا۔ جب آپؐ کی دادا نے آپؐ کی علمی اہتمام کی، تو اس کی برکت سے علماء کیلئے مرجع علوم تھے آپؐ کی تالیفات صرف ایک علم پر محیط نہیں تھیں بلکہ اس زمانے کے تمام فنون جس کو اہمات الکتب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے ان سب کو شامل تھا، علماء مسائل کی تحقیق کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے، وہ سب کے سب اور معتد کتب شمار جاکے تے تھے۔ یہاں تک کہ علامہ کفوی<sup>(51)</sup> آپؐ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپؐ کی ہر تصنیف علماء کے ہاں مقبول تھی۔ اور فقہاء کے ہاں معتبر تھی۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو قبول اور اعتبار ان کی کتابوں کو حاصل تھا اس کی وجوہات تھی۔

(1) ایک یہ کہ آپؐ کی ذہانت جس کی وجہ سے آپؐ کو علم حاصل تھا، قوت تحریر مشکل جہگوں اور مسائل معتبرہ کو ذکر کرنا باقی کو چھوڑ دینا۔ اسی طرح ان نکات اور بحثوں کا ذکر جس کو پہلے نے کسی نے ذکر کیا تھا اور بعد میں آنے والے علماء نے آپؐ کو راسخ فی العلم مانا تھا۔

(2) آپؐ کی صدق و اخلاص کیونکہ یہ امر قلبی ہے اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں، ہمیں اس کی صدق و اخلاص کا پتہ صرف ان کی کتب کو حاصل مقبولیت سے پتہ چلتا ہے۔

### آپؐ کی تصانیف

#### تنقیح الاصول

تنقیح الاصول جو "التنقیح" سے مشہور ہے یہ کتاب اصول فقہ مذہب حنفی میں اعلیٰ قسم کے متن پر مشتمل ہے اس کے مقدمہ میں آپؐ نے اپنی طرف نسبت کی ہے<sup>(52)</sup> اس طرح تنقیح کی شرح "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" کے مقدمہ بھی آپؐ نے اس کتاب کی اپنی طرف نسبت ہے، جس نے آپؐ کی ترجمہ کی ہے اس نے بھی آپؐ کی طرف منسوب کی ہے<sup>(53)</sup> صدر الشریعتی اس تالیف کی سب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب میں نے بلند پایہ کے علماء دیکھے، جو ہر دور میں اصول فقہ پر بحث کرتے آئے ہیں، خاص کر اصول الفقہ امام بزدویؒ کی جو ایک عظیم الشان، حیران کن دلائل پر مبنی کتاب تھی یہ معانی کی لحاظ سے تو خزانہ تھا لیکن عبارت میں پیچیدگی تھی تو میں نے بعض ایسے علماء بھی دیکھے جو اس کتاب کے ظاہر الفاظ پر طعن کیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ قصداً اس کتاب کو دقیق نظر نہیں دیکھتے تھے، بلکہ صرف اعتراض پر اعتراض کر کے چلے آئے تھے، پھر میں نے اس کتاب کی تنقیح اور تنظیم کا ارادہ کیا اور ساتھ ساتھ میں نے کوشش بھی کی کہ میں اس کا مقصد اور فہم واضح کرو نیز معقول قواعد کی بنیاد پر اس کی تقسیم بیان کی، اس میں میں نے امام ابن حاجب<sup>(54)</sup> جو عرب خاص کر فقہ مالکی کے نامور اصولی تھے کے دو کتابوں "المحصول" اور "الاصول" کے مباحث کو تحقیق کے ساتھ بیان کیا اور اس کے پیچیدگیوں کو حل کیا، علامہ قریشیؒ اپنی کتاب "جواہر المضیئ" میں آپؐ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپؐ نے اس کتاب میں کلام بزدویؒ اور کلام ابن حاجب کو جمع کیا اور بہترین ترتیب سے اس کتاب کو مزین کیا ہے۔

جیسا کہ ابن ساعانی<sup>(55)</sup> نے اپنی کتاب "البدیع" میں کلام آمدیؒ اور کلام فخر الاسلام بزدویؒ کو جمع کیا۔ صدر الشریعتی کی جمع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں اس میں ایسی بحثوں کو یکجا کرو، جو احناف کے متقدمین نے اس کو اصول کے کتابوں میں شمار نہ کیا ہو باوجود کہ امام شافعیؒ نے اس کے بہت سارے مسائل اور دلائل میں مخالفت کی ہے وہ بھی صدر الشریعتی نے ذکر کیے ہیں اور اس کے جوابات بھی ذکر کئے ہیں اور اپنی مذہب کی دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے تائید کی ہے۔ اس کتاب پر سعید عبد اللہ بن محمد حسینیؒ جو نقرہ کار سے مشہور تھے شرح لکھی جو 750ھ میں فوت ہوئے اس شرح پر قاسم بن قطلوبغا نے حاشیہ لکھی<sup>(56)</sup>۔

#### التوضیح فی حل غوامض التنقیح

51۔ لکھنوی، الفوائد الجہیہ، ص 189

52۔ محبوبی، التنقیح، ج 1، ص 51 / محبوبی، التوضیح فی حل غوامض التنقیح، ج 1، ص 31

53۔ قطلوبغا، تاج التراجم، ص 203

54۔ ابن خلیکان، وفيات الاعیان، ج 3، ص 238

55۔ لکھنوی، النافع الکبیر، ص 25 / یافعی، عبد اللہ، مرآة الجنان وعبرة الیقظان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998م، ج 4، ص 227

56۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 1، ص 499

یہ کتاب صدر الشریعہ نے تنقیح کی مشکلات کو آسان کرنے کیلئے لکھی چونکہ تنقیح بذات خود مشکل متن والی کتاب تھی طلباء اس سے با آسانی استفادہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے آپ نے توضیح کے نام سے ایک شرح لکھی جو التوضیح فی حل غواض التنقیح کے نام سے مشہور ہے یہ اصول فقہ کی مشہور متن اور شرح میں سے ہے جو حنفی مذہب کے درس نظامی میں پڑھایا جاتا ہے۔ صدر الشریعہ نے اس شرح کی مقدمہ میں اپنی جان کی طرف منسوب کی ہے۔ تاہم جس نے آپ کا ترجمہ کیا ہے اس نے بھی توضیح کی نسبت آپ ہی کی طرف کی ہے<sup>(57)</sup> اس شرح کی تالیف کے بارے میں صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تنقیح الاصول لکھنے کی توفیق عطا کی، تو میں نے اس کے مشکل کی تشریح اور پیچیدگیوں کی توضیح کا ارادہ کیا، مزید لکھتے ہیں کہ میں نے ان جگہوں کا تشریح چھوڑ دیا جہاں پر کسی کو کسی قسم کا مشکل پیش نہ ہوتا، اور یہ بھی کہ جب میں نے تنقیح لکھی تو بعض دوستوں نے اسکو بحث کا موضوع بناتے ہوئے منسوخ کرنے کو کہا باوجود کہ اس کے بعض نئے دور دراز کے علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس میں کچھ تغیرات رونما ہوئی اور بعض جگہوں میں اثبات بھی سامنے نظر آئی پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شرح میں متن کو اس طرز پر لکھا جو میرے علم کے مطابق درست تھا۔ حتیٰ کہ یہ سب کچھ ایسے طریقے سے مکمل ہوئی کہ تعریقات، قواعد، معقول اور بنیادی دلائل سب کا اسطر احاطہ کیا گیا، کہ اسی نظم و ضبط اور اچھے طریقے سے ترتیب اس سے پہلے کس نے بھی نہیں کی ہوگی۔

علامہ تفتازانی، تلوخ، 3، 2، 1 اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب خلاصہ منتشر، ہر منتخب خزائنہ کا نصاب کامل اور سمیٹی ہوئی سمندر ہے اور یہ نہیں کہ بہت مختصر اور سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس شرح نے علماء کے ہاں شہرت پائی اور مثال کے طور پر پیش کی جاتی تھی۔ مزید فرماتے ہیں کہ سورج کی طرح دنیا میں پھیل گئی۔ ماوراء النہر کے علماء کے دلوں کا چکاؤ اس شرح کی طرف ہو گئی۔ علامہ کفوی اور علام قرشی دونوں نے اس کو عمدہ شرح کہا ہے اور لکھتے ہیں کہ اس شرح کو علماء نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنایا، یاد کرنے، درس میں پڑھانے، شرح کرنے حاشیہ لکھنے اور تعلیقات میں اس متن اور شرح کو اولیت دی۔ اصول مذہب حنفی کے جانے کا مرجع بن گیا مرجائی<sup>(58)</sup> لکھتے ہیں کہ تنقیح اور اس کا شرح توضیح طلباء کیلئے اصول کے حصول کا منع بنا تھا۔ اس لئے طلباء نے متن کو یاد کیا اور علماء نے تدریس میں اس کے شرح کا استعمال کیا۔ متن کی مشکل اور غامض کو توضیح نے حل کیا۔

#### القائمات الاربع

علامہ کفوی اور لکھنوی نے اس نام سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن حاجی خلیفہ نے کشف الطنون میں لکھا ہے کہ یہ مشکل تصنیف نہیں بلکہ یہ کتاب التوضیح کی ضمن میں لکھا ہے، علماء نے زیادہ پیچیدگی کی وجہ سے تعلیق اور توضیح کیلئے منفرد لکھا ہے۔ اس کی صفت کے بارے میں کہتے ہیں کہ مقدمات الاربع توضیح کا حصہ ہے اور یہ مقدمات کتاب کی وسط سے لی گئی ہیں یہ زیادہ پیچیدہ ہیں ان مقدمات الاربع پر آٹھ تعلیقات لکھے گئے ہیں، جو کتاب توضیح اور اس سے لی گئی مقدمات کی پیچیدگیوں پر شاہد ہیں حتیٰ کہ بعض علماء نے تعلیق صغریٰ اور تعلیق کبریٰ کے نام سے دو تعلیقات لکھی ہیں۔

#### مختصر الوقایہ المسمیٰ بالنقائے

صدر الشریعہ نے "النقائے" کی مقدمہ میں مذکورہ کتاب کی اپنی طرف نسبت کی ہے اور شرح الوقایہ میں النقائے کو المختصر کے نام سے کئی جگہوں میں ذکر کیا ہے۔ کتب فقہ حنفی میں بھی النقائے سے مشہور ہے اور جتنے بھی لوگوں نے اس کا شرح کیا ہے انہوں نے بھی اس نام سے ذکر کیا ہے۔ شاید ان لوگوں نے صدر الشریعہ کی بات کو دلیل بنا کر لیا ہو۔ جن علماء نے<sup>(59)</sup> صدر الشریعہ کا ترجمہ کیا ہے انہوں نے بھی النقائے جبکہ بعض نے مختصر الوقایہ کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ عمر کمالیہ<sup>(60)</sup> وغیرہ وغیرہ، اس کتاب کی تالیف کے بارے میں صدر الشریعہ لکھتے ہیں کہ میری داد ابراہان الشریعہ نے میری حفظ کے لیے وقایہ کی تالیف کی جس کا پورا نام "وقایہ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ" تھا۔

لیکن اس سے دور کے علماء و طلباء کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوئی کیونکہ ان کے الفاظ میں ایجاز اور ضبط معانی تھی تو میں نے علوم حاصل کرنے والوں کی ہمتیں دیکھ کر کہ کمزور ہوتی جا رہی ہیں پھر میں نے ارادہ کر لیا کہ محصلین وقایہ حفظ سے عاجز ہو گئے "وقایہ" سے "المختصر" لکھی جو ایسی مسائل پر

<sup>57</sup> - القرشی، الجواہر الضیہ، ج 1، ص 370 / تظلوینا، اج التراجم، ص 203

<sup>58</sup> - المرعانی، ہارون بن بہاء الدین، خزائنہ الحواشی لازاقتہ الغواشی، قازان، روس، 1889 م، ج 1، ص 8

<sup>59</sup> - تظلوینا، تاج التراجم، ص 203 / لکھنوی، الفوائد السببیہ، ص 185

<sup>60</sup> - کمالہ، مجمع الموفین، ج 3، ص 355

مشمثل ہے، جن کو یاد کرنا ضروری تھا صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ چاہا کہ مجھے ہدایہ کے مسائل یاد ہو اس کو وقایہ یاد کرنا چاہئے۔ اگر کسی کے پاس وقت کی کمی ہو تو وہ مختصر کی طرف رجوع کریں جو ہدایہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے المختصر میں زیادہ تر مسائل و وقایہ سے مختصر کئے گئے ہیں۔ ان کے صیغے مضبوط بعض جملوں کو واضح شکل اور اختصار کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ صدر الشریعہ نے اس کتاب میں دوسری کتب جیسی ترتیب کا اہتمام نہیں کیا ہے بلکہ تقدیم و تاخیر جہاں پر بھی مناسب سمجھا، کر دیا ہے، جہاں تک مذہب حنفی کا تعلق ہے تو آپ نے اس کا پورا خیال رکھا ہے اسی سبب کی وجہ سے طلباء و قایہ کو یاد کرنے میں ہمہ تن مصروف رہیں اور علماء اس کے درس اور شروحات میں پڑ گئے، تقریباً "الوقایہ" کے تیرہ شروحات لکھی جا چکی ہیں، جن میں سے بعض مکمل اور بعض رحلت کی وجہ سے ادھوری رہ گئی ہیں۔<sup>(82)</sup>

### الشروط والمخاض

علامہ کفوی اور لکھنوی نے اس نام کے ساتھ صدر الشریعہ کی طرف منسوب کی ہے اور صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ<sup>(61)</sup> شرط صدر الشریعہ کے نام سے آپ کی طرف منسوب کی ہے تاہم علامہ کفوی اس کی اچھائی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے اس کو کتب فقہ کی ترتیب اور ابواب بندی سے مرتب کیا ہے<sup>(62)</sup> علم شرط اور سجلات (دفاتر) ایک ایسی علم ہے جس میں قاضی احکام کی کیفیت کی ثبوت ایسے طریقے سے پیش کرتا ہے جس سے شہادت کی ثبوت کا صحیح دلیل موجود ہوتا ہے اس علم کی موضوع وہ احکام ہوتے ہیں جو ضبط تحریر میں ہو اس کے بعض اصول فقہ سے لیے گئے ہیں، بعض علم الانشاء سے ماخوذ ہوتے ہیں، بعض اصول رسم و رواج، عرف، عبادت اور استحسان سے ماخوذ ہوتے ہیں<sup>(63)</sup>۔

### تعدیل العلوم

جن علماء نے صدر الشریعہ کی ترجمہ پر قلم اٹھائی ہے انہوں نے تعدیل العلوم کو آپ کی طرف منسوب کی ہے مذکورہ کتاب کے بارے میں طاش کبری زادہ لکھتے ہیں، کہ تعدیل العلوم، علوم عقلیہ کی جتنی بھی قسمیں ہیں اس کے بارے میں ہے پھر طاش کبری زادہ نے اس کتاب کی تمام اقسام کا شرح کیا۔ اس طرح وضاحت کی کہ اس طرح وضاحت سے پہلے لوگ عاجز رہ چکے تھے۔ خاص کر منطق اور کلام میں۔ یہ سب کچھ تب پتہ چلے گا۔ جب اس کتاب کا وقت کے ساتھ مطالعہ کیا جائے<sup>(64)</sup> علامہ طاش کبری زادہ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعہ نے تعدیل العلوم ایک ایسی کتاب لکھی ہے، جس میں آپ نے پہلے منطق سے شروع کیا ہے پھر کلام سے پھر حکمت کی تمام اقسام بیان کیے ہیں۔<sup>(65)</sup>

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی منطق کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اس کو "تعدیل المیزان" صحیح طریقے سے پڑھنا چاہئے جو تعدیل العلوم کا ایک قسم ہے جو صدر الشریعہ علمی مقام کا اظہار کرتا ہے۔<sup>(66)</sup> حاجی خلیفہ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعہ نے تعدیل العلوم کو دو اقسام میں منقسم کیا ہے، اول "میزان"، یعنی منطق دوم "کلام" پھر ایک شرح لکھی جو دونوں علوم پر شامل تھی، اس شرح میں ان پیچیدہ بحثوں کی وضاحت کی جس میں بلند پایہ علماء کے عقل حیران رہ جاتے تھے۔ مزید لکھتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کی ترتیب کے مطابق کلام کو سات تعدیلات میں مرتب کی تاکہ فاتحہ کے ساتھ مشابہت آجائے۔<sup>(67)</sup>

### شرح الفصول الخمسین

<sup>61</sup> - حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 2، ص 1047

<sup>62</sup> - کفوی، کتاب اعلام الاخیار، ق 267/1

<sup>63</sup> - حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 2، ص 1045-1046 / طاش کبری زادہ، مفتاح السعادة ج 2، ص 557

<sup>64</sup> - طاش کبری زادہ، مفتاح السعادة ج 2، ص 170

<sup>65</sup> - ایضاً۔۔۔۔۔ ص 162

<sup>66</sup> - ایضاً۔۔۔۔۔ ج 1، ص 279

<sup>67</sup> - حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 1، ص 419

مذکورہ کتاب کو حاجی خلیفہ اور عمر کمال نے آپ کی طرف منسوب کی ہے حاجی خلیفہ فرماتے ہیں کہ صدر الشریعہ اس کتاب کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔ "ہذہ فصول" یعنی یہ فضلیں، پھر لکھتے ہیں "ہذہ فوائد فی شرح فصول خمسین" یہ میں نے اپنی والد محترم اور معزز بیٹے محمود کے لیے لکھی، یہ کتاب اس فن کے اہم فنون پر مشتمل ہے، آپ نے ایسی واضح ترتیب دی ہے جس میں سابق اور لاحق اصحا کا نادر ذکر کیا گیا ہے یہ کافی سے چھوٹی کتاب ہے (68) یہ کتاب فن نحوہ میں ہے جو یحییٰ بن عبدالمعطلی بن عبدالنور النروادی الحنفی النحوی نے "الفصل المحسون" کے نام سے لکھی ہے علامہ موصوف نے "الفیہ ابن مغیظ" وغیرہ بھی لکھی ہے۔ (69)

### الوشاح فی المعانی والبیان

حاجی خلیفہ عمر کمال نے اس نام سے آپ کی طرف نسبت کیا ہے (70) اور امام زرکلی نے الوشاح فی علم المعانی کے نام سے آپ کی طرف منسوب کی ہے۔ (71) اس کتاب کی شرح زین الدین عبدالرحمن بن ابی بکر نے کی ہے جو ابن عینی کے نام سے مشہور تھے۔ (72)

### الاربعون حدیثاً

اس کتاب کی نسبت میں "بروکلماں" منفر دہے کسی اور نے اس کی نسبت آپ کی طرف نہیں کی ہے۔

### صدر الشریعہ کی تاریخ وفات اور جائے دفن

تاریخ کے علماء جیسے علامہ کفوی، لکھنوی اور امام زرکلی وغیرہ نے صدر الشریعہ کی تاریخ وفات 747ھ ذکر کیا ہے۔ آپ کی قبر مبارک آپ کے والدین، اولاد اور والدین کے دادا بخارا کے ایک شہر شرع آباد میں دفن ہیں۔ مگر جد فاسد اور جد صحیح یہ دونوں کرمان میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ قاری کے ایک شاذ قول کے مطابق تاریخ وفات 780ھ کے آس پاس ہے۔ (73) علامہ لکھنوی تعجب سے ذکر کرتے ہوئے قاری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اتنی دیر سے وفات شاید لکھنے والے سے غلطی ہو گئی ہو گی، اس لئے دوسری نسخہ میں دیکھنا چاہئے۔ (74) لیکن جب دوسری نسخہ میں چیک کی گئی تو پھر معلوم ہوا کہ یہ قاری مذکورہ تاریخ کو "نقایہ" کے شرح "فتح باب العنایہ" میں بھی ذکر کی ہے جو واضح غلطی ہے۔ (75)

### شرح الوقایہ کی وجہ تسمیہ اور سبب تالیف

شرح الوقایہ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقایہ کا شرح ہے جو صدر الشریعہ الاکبر نے اپنے پوتے صدر الشریعہ الاصغر کیلئے لکھی، یہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے اور یہ صدر الشریعہ کیلئے نعت بھی ہے جب کتابوں میں صدر الشریعہ کو مطلق ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد صاحب شرح الوقایہ ہوتا ہے، لیکن یہ تب معلوم ہو جاتا ہے جب کوئی کتب فقہ حنفی میں زیادہ تتبع کریں اور زیادہ مطالعہ سے وابستہ رہیں۔ (76) آپ نے "الوقایہ" کی شرح اس لئے ضروری سمجھا کہ دادا نے آپ کی حفظ کیلئے لکھی تھی تو آپ نے صرف لفظ شرح کا اضافہ کر کے شرح الوقایہ کام رکھ دیا تین اسباب کی وجہ سے صدر الشریعہ شرح لکھنے پر مجبور ہوئے۔

(1) وقایہ کے نئے مختلف شہروں اور لوگوں میں پہنچ گئے اور انہی نسخوں میں تغیر اور جگہ جگہ حذف واثبات اس میں کی گئی تو متن کو برقرار رکھنے کیلئے اس شرح کی تالیف کی گئی تاکہ اس طرح تغیر سے محفوظ کیا جائے۔

68۔ ایضاً۔۔۔۔۔، ج2، ص1270

69۔ یافعی، مرآة البیان وعبرة الیقطان، ج4، ص66 / حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1269 / کمالہ، معجم المؤلفین، ج4، ص104، 103

70۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1270

71۔ کفوی، کتابت اعلام الاختیار، ج4، ص354

72۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص2011

73۔ ملا قاری، علی بن سلطان، الاثمار الجندیہ فی اسماء الحنفیہ، دیوان الوقف السنہ، عراق، بغداد، 2009م، ج1، ص36

74۔ لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص185

75۔ ملا قاری، علی بن سلطان فتح باب العنایہ بشرح النقایہ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، ج1، ص34، 35

76۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص2021

(2) صدر الشریعہؒ نے "وقایہ" کو مختصر کر کے "نقایہ" نام دیا پھر اس میں موجود مغالطات کو آسان بنانے کیلئے اس کی عبارت پر شرح لکھی تاکہ عبارت واضح ہو اور علماء و طلباء کو اس کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

(3) آپؐ کی دادا محمودؒ نے "وقایہ" پر شرح لکھنے کی ہدایت کی تھی، شرح الوقایہ کے مقدمہ میں صدر الشریعہؒ نے اپنی طرف منسوب کی ہے اور علماء نے بھی اس بات پر اتفاق کی ہے کہ صدر الشریعہؒ نے "وقایہ" کی شرح لکھی ہے جو شرح الوقایہ کے نام سے مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ صدر الشریعہؒ جو آپؐ کا لقب تھا شرح الوقایہ آپؐ کے نام پر رہا۔ لیکن امام ابن عابدینؒ<sup>(77)</sup> کو اس بات میں وہم ہے وہ کہتے ہیں کہ صدر الشریعہؒ نے "مختصر الوقایہ" پر شرح لکھی ہے نہ کہ "وقایہ" پر، مزید کہتے ہیں کہ وقایہ تاج الشریعہؒ کا ہے جو صدر الشریعہؒ نے مختصر کیا ہے اور اس کو "نقایہ الوقایہ" کا نام دیا ہے پھر اس کی شرح کی ہے پس "الوقایہ" آپؐ کی دادا کا ہے نہ کہ صدر الشریعہؒ کا۔

### کتب حنفی میں شرح الوقایہ کا مقام

شرح الوقایہ سے پہلے کتب حنفی کا تعارف اس لئے ضروری ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ "شرح الوقایہ" پر ان کتب کا کیا اثر پڑا ہے اور اس سے پہلے فقہ کس طرز پر چلی آتی رہی اور "صاحب شرح الوقایہ" نے اس طرز سے کتنا استفادہ کیا ہے۔ کیا "صاحب شرح الوقایہ" نے انہی نچ کو اپنایا ہے یا اپنی طرف سے کسی خاص نچ کا اہتمام کیا ہے آپ ﷺ پوری عالم کے ہادی بھیجے گئے۔ احکام دین کی توضیح بیان کرنے، عقیدے کی تصحیح اور عملی نمونہ دیکھاتے ہوئے یہاں تک کہ اپنے رب حقیقی سے جا ملے، رحلت سے پہلے یہ بیان مکمل ہو چکی تھی (اليوم اكملت لكم دينكم ----- دینا)<sup>(78)</sup> ترجمہ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے تمہیں روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے اس راہ سے وہی ہٹے گا جو ہلاک ہونے والا ہو۔"<sup>(79)</sup> آپؐ کی یہ تعلیمات آپؐ کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے حیات مبارکہ کو شامل تھی ہر صحابی کو ایسی بات سمجھنا جو آپؐ کی حالات اور نفس کے مناسب ہو اور حالات اور مقام کے تقاضے کے مطابق ہو۔ آپؐ سے نقل شدہ اقوال اور افعال میں جہاں تک اختلاف کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض کبار صحابہ جو ایسے مجتہد تھے جو فتوے صادر کرتے اور مختلف اقوال و روایات نقل فرماتے تھے، جو دوسرے صحابہ سے نقل شدہ روایات سے مختلف تھی۔ بعض روایات ان روایات سے مختلف تھی جو آپؐ سے روایت کی گئی تھی بعض کے ایسے روایات بھی تھے جو آحادیث سے یکسر مختلف تھے اور بعض روایات ایسے بھی تھے جس پر سب صحابہ متفق تھے۔ بعض آحادیث اور صحابہ کے آثار ایسے تھے جن پر وہ سب متفق تھے۔

لیکن ان سے حکم شرعی کا نکالنا ضروری تھا، چاہئے وہ عبادات میں ہو، اموال میں ہو یا معاملات وغیرہ میں ہو۔ یہ پیشہ مجتہد کا ہے اگر اس کے علاوہ کسی نے اس پر جرأت کی تو یقیناً گمراہ ہو گیا "تقی الدین السبکی" فرماتے ہیں "حدیث راستہ کو بھلا دینے والی ہے مگر علماء ہیں جو اسے سمجھ پاتے ہیں یہاں علماء سے مرافقہ جاننے والے ہیں۔"<sup>(80)</sup> جن کا مثال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ ابن وہب، لیث بن سعد اور ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس کا معنی کس پر مخفی نہیں ہوتا، بشرطیکہ وہ کتب اور اہل علم سے وابستہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ہر صدی میں بہت سے مجتہدین کو پیدا کیے، ہر ایک مجتہد نے اصول اور قواعد کو نکالنے میں بے حد کوشش کی، تاکہ ان کے ذریعے احکام شرعیہ کا استنباط کرے جبکہ ہر مجتہد نے اپنے لیے جن قواعد کا استنباط کیا تھا وہ قوت اور ضعف کے اعتبار سے مسائل فقہیہ کے ابواب میں ایک دوسرے سے قدر مختلف تھیں۔

کسی بھی مجتہد کے قواعد زیادہ فروعات کو شامل تھی، تو یہ سب سے بڑا مجتہد اور فقہیہ سمجھا جاتا تھا اور وہ اس پر زیادہ مہارت رکھتا تھا، تو ایسے مجتہد پر طلباء کا ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہوتا تھا۔ اور زیادہ لوگ استفادہ کیلئے پیش آتے تھے۔ فقہاء کے درمیان اختلاف کا سبب اصل ان کے وضع کردہ اصول اور فروع میں ہوتا تھا جن پر فروعات بنا تے تھے۔ "معنی قول الامام المظاہر اذا صح الحدیث فهو مذہبی" ترجمہ (امام مظاہر فرماتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہو، وہ میرا مذہب ہے) فقہیہ کے لیے یہ ممکن نہیں تھا

<sup>77</sup> کفوی، کتاب اعلام الاحیاء، ج 6، ص 267-268 / جوزی، امام ابن الجوزی، اعمار الایمان، دار الیمامہ، دمشق، شام، 199 ص 252

78- سورة المائدہ: 3

<sup>79</sup> امام، احمد بن حنبل، مسند احمد، دار المعارف، بیروت، لبنان، 1992 م، ج 5، ص 189

<sup>80</sup> قاضی عیاض، تربیت المداکر و تقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب امام مالک، دار الفتح، عمان، اردن، 2017 م، ج 1، ص 96

کہ وہ مجتہد ہو اور ان کے اصول نہ ہو، ان فقہاء میں سے زیادہ اجتہاد کرنے والے آئمہ اربعہ نکلے جن کو امت نے اپنے لیے پیشوا بنائیں کیونکہ یہ چاروں اجتہاد میں سب سے آگے تھے۔

اصول اور قواعد کے علاوہ ان چاروں کی اصول میں دقت، تقویٰ، زہد، پرہیز گاری اور زیادہ شاگردان کی مقبولیت کے اسباب بنے، ان میں سے ہر ایک نے قرآن، سنت اور آثار صحابہ سے خلاصہ نکال کر ہمیں پیش کیا۔ وہ احکام فقہ جو قواعد پر موقوف تھی، ایسے احکام جو تعارض و اضطراب ظاہری سے پاک تھے جو آیات، احادیث اور آثار میں پیش ہوتا تھا اس کی چھان بین بھی کی۔ اس دور میں فقہ نے اپنی قطعیت میں بہت کردار ادا کی خاص کر ان مسائل، فتویٰ اور تمام ابواب میں جن کی ضرورت روزمرہ زندگی میں پیش آتی تھی۔ بعد میں آنے والے شاگردوں نے ان سب کو مکمل کر لیا جو ان کے امام نے شروع کیا تھا اس طرز کے ساتھ کہ اس میں نہ کوئی اعادہ پایا گیا اور نہ ہی کوئی نقل، ہر شاگرد نے اپنے امام کی کلام سے ایک اصل بنائی پھر اس پر بہت سارے ایسی فروعات قائم کیے جو اپنے امام کے اصول کے مطابق ہو وہ اجتہاد اور استنباط میں اپنے امام کی کلام سے اس طرح تعامل کرتا تھا جیسا کہ ان کا امام یا مجتہد کلام شارع کے ساتھ تعامل کرتا تھا۔<sup>(81)</sup> زیادہ شاگردوں نے تو ان کلام کو ہر مسئلہ میں اہتمام کے ساتھ تحریر کی۔

یہاں تک کہ بعض نے اس موضوع پر مختصر اور بعض نے مطول لکھی۔ فقہ کی اس تدریجاً ترقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس معاشرے میں مسلمان زندگی بسر کرتے تھے اس میں واضح تبدیلی آگئی۔ فقہ کی دائرہ دور صحابہ سے وسعت میں شروع ہوئی تھی، اسلام میں مختلف ثقافت اور تہذیب کے نئے لوگ داخل ہو گئے، بعد میں آنے والے مختلف اقوام کی وجہ سے افکار میں فساد برپا ہونے لگی خاص کر جب یہ نئے تہذیبیں اور ثقافتیں دور صحابہ سے مختلف ہو گئی۔ صحابہ میں سے بعض مجتہد اور بعض مقلد تھے، وہ کسی خاص مذہب کی التزام کے بغیر تقلید مطلق کیا کرتے تھے۔ اور تقلید شخصی اس میں بہت نادر تھی لیکن جب مجتہدین کا زمانہ تبدیل ہوئی تو علماء نے غیر مجتہد لوگوں کو مذہب معین پر عمل کرنے کا اختیار دیا اور ان کو لازمی قرار دیا، یہ اسلئے نہیں کہ یہ حکم شرعی تھا بلکہ لوگوں کو اتباع نفس سے بچانے کے لیے، کیونکہ اگر کسی شخص کو ان جیسے امور میں بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ فقہاء کے اقوال میں سے ان چیزوں کا انتخاب کرے گا جو ان کی خواہش کے مطابق ہو۔ پھر دین ایسے لوگوں کی وجہ سے کھلونا بن جائے گا جس پر ان کے خواہشات تلعب کرے گی<sup>(82)</sup> جس کی جواز کوئی بھی قائل نہیں۔ پس حکم تقلید شخصی من باب سد الذریعہ میں سے ہے نہ کہ حکم، کیونکہ یہ نہ صحابہ اور نہ ہی تابعین سے ثابت ہے۔ شیخ الہند نے فرمایا ہے کہ تقلید شخصی حکم شرعی نہیں ہے بلکہ یہ فتویٰ انتظامی ہے۔<sup>(83)</sup>

#### خلاصہ بحث:

یہ آرٹیکل فقہ حنفی کے عظیم محقق، اصولی، متکلم اور صاحب شرح الوقایہ، صدر الشریعہ الاصفہانی حضرت عبید اللہ بن مسعود المحبوبی رحمہ اللہ کی حیات، علمی خدمات، نسب، تصانیف اور علمی مقام پر مشتمل ہے۔ مقالے میں سب سے پہلے آپ کے نسب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ان غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو بعض مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے شجرہ نسب کے بیان میں کی ہیں۔ مختلف تاریخی اور تراجم کی کتب کے تقابلی مطالعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا صحیح سلسلہ نسب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور آپ کے بعض اجداد، خصوصاً تاج الشریعہ، برہان الشریعہ اور صدر الشریعہ الاکبر، اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء اور علماء میں شمار ہوتے تھے۔

آرٹیکل میں صدر الشریعہ کے دور کے سیاسی حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، خصوصاً ماوراء النہر اور بخارا پر مغول حملوں کے اثرات اور ان کے نتیجے میں علمی مراکز کی تباہی اور بعد ازاں ان کی بحالی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں محبوبی خاندان کی علمی خدمات اور علمی وراثت کو اجاگر کیا گیا ہے، جس کے زیر سایہ صدر الشریعہ کی علمی شخصیت پروان چڑھی۔ اس تحقیق میں صدر الشریعہ کی تعلیم و تربیت، ان کے اساتذہ، علمی ماحول، تدریسی انداز اور ممتاز شاگردوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ فقہ، اصولی فقہ، منطق، کلام، نحو اور دیگر علوم میں آپ کی تصانیف صدیوں تک مدارس اسلامیہ کے نصاب کا حصہ رہیں۔ خاص طور پر شرح الوقایہ، التتبیح، التوضیح، النقایہ اور تعدیل العلوم جیسی کتب نے عالم اسلام میں غیر معمولی شہرت حاصل کی اور بعد کے علماء نے ان پر شروع، حواشی اور تعلیقات تحریر کیں۔

81۔ السندي، محمد حیات، رسالہ فی مسنونہ السواک، دارالکتب الاسلامیہ، بیروت لبنان، 1926م، ص 236-237

82۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مکتبہ احمدی، رامپور، بھارت، س-ن، ص 97

83۔ تقی، محمد عثمانی، اصول الافتاء وادابہ، معارف القرآن، کراچی، پاکستان، 2011م، ص 17

آرٹیکل میں شرح الوقایہ کے سبب تالیف، اس کی علمی خصوصیات اور فقہ حنفی میں اس کے مقام کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ مصنف نے ثابت کیا ہے کہ صدر الشریعہ نہ صرف فقہ حنفی کے ایک عظیم شارح تھے بلکہ اصول و فروع، معقول و منقول اور عقلی و نقلی علوم کے جامع عالم بھی تھے۔ ان کی علمی خدمات نے حنفی فقہ اور اسلامی علوم کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا اور ان کا علمی اثر بعد کی صدیوں تک برقرار رہا۔

### مصادر و مراجع

- 1- القرآن لکریم
- 1- لکھنوی، محمد عبدالحی، الفوائد البہیہ، مکتبہ حقانیہ، پشاور، پاکستان، 2001م
- 2- حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسمی الکتب والفنون، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، 1989م
- 3- القہستانی، شمس الدین محمد، جامع الرموز، مکتبہ، مظہر العجائب، کلکتہ، بھارت، 1274ھ / 1858م
- 4- الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم، بیروت، لبنان، 2002م
- 5- نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ، تاریخ اسلام، کتبہ العلم، کراچی، پاکستان، 2011م
- 6- حموی، شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995م
- 7- زرشکی، محمد بن جعفر، مقدمہ تاریخ بخارا، انتشارات شبیز، تہران، ایران، 1944م
- 8- ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ، تحفۃ النظاری غرائب الامصار و عجائب الاسفار، ادارہ درس اسلامی، دیوبند، انڈیا
- 9- خلیلی، خلیل اللہ، ہرات تاریخنا و آثارها، مکتبہ دانش، ہرات، افغانستان، 1930م
- 10- کفوی، محمود بن سلیمان، کتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذهب النعمان الحنفی، مکتبۃ الارشاد، استنبول، ترکی، 12017م
- 11- قطلوبغا، زین الدین، تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ، دار القلم، دمشق، شام، 1992م
- 12- طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعاده و مصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2009م
- 13- ابن الحنائی، علاء الدین بن علی، طبقات الحنفیہ، دار ابن الجوزی، عمان، اردن، 2003م
- 14- لکھنوی، عبدالحی، النافع الکبیر لمن یتالع الجامع الصغیر، عالم الکتب، بیروت، لبنان، 1986م
- 15- محبوبی، عبید اللہ بن مسعود، النقایہ، دار السلطان، استنبول ترکی، 2021م
- 16- ابن خلکان، شمس الدین احمد، وفيات الاعیان و انباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، لبنان
- 17- یافعی، عبد اللہ، مرآة الجنان و عمیرة الیقظان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998م
- 19- المرجانی، ہارون بن بہاء الدین، خزائنہ الحواشی لازقۃ الغواشی، قازان، روس، 1889م
- 20- ملا قاری، علی بن سلطان، الاثمار الجندیۃ فی اسماء الحنفیہ، دیوان الوقف السنسی، عراق، بغداد، 2009م
- 21- ملا قاری، علی بن سلطان فتح باب العناینہ بشرح النقایہ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان
- 22- امام، احمد بن حنبل، مسند احمد، دار المعارف، بیروت، لبنان، 1992م
- 23- قاضی عیاض، تربیت المذکر و تقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب امام مالک، دار الفتح، عمان، اردن، 2017م
- 24- السنودی، محمد حیات، رسالۃ فی مسنونۃ السواک، دار الکتب الاسلامیہ، بیروت لبنان، 1926م
- 25- دبلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مکتبہ احمدی، راجپور، انڈیا (س-ن)
- 26- تقی، محمد عثمانی، اصول الافتاء و ادابہ، معارف القرآن، کراچی، پاکستان، 2011م